اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی عقل دے کہ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر ہونے اور کسی وقت نازل ہونے کا جوان کا باطل اور جھوٹا نظریہ ہے اس سے توبہ کرکے مسیح محمدی جو عین اپنے وقت پہ مبعوث ہوا اس کی پیروی کریں اور آنحضرت ﷺ کی بات کو پورا کرتے ہوئے اس تک آپ کا سلام پہنچائیں اور اس کی وجہ سے پھر وہ اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں گے۔

احمدی بھی یاد رکھیں کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہی ہیں جو حق و باطل کے معرکے میں دلائل و براہین سے دشمن کا منہ بند کرنے والی ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ جلد ہی براہین احمدیہ کا بھی ترجمہ ہو کے آجائے گا۔

جو لوگ انگریزی میں پڑھنے والے ہیں وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو خریدیں اور پڑھیں اور ان سے دلیلیں لیں اور اپنے مخالفین کو دلائل سے قائل کریں

ذیلی تنظیموں اور جماعتوں کا کام ہے کہ نوجوانوں اور بچوں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 03/جولائی 2009ء بمطابق 03/وفا 1388 ہجری شمسی

بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ -اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

رَفَعْ ایک لفظ ہے۔اس کے معنی اٹھانے اور بلند کرنے کے ہیں۔ یہ مادی چیزوں کی بلندی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور ناموری اور شہرت کا ذکر بلند کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور جیسا کہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو اَلرَّافِع ہے جو ہر قسم کی بلندیوں کو عطا کرتی ہے۔اس بات کا، اس صفت کا مَیں گزشتہ خطبوں میں ذکر بھی کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جہاں رَافِــع ہے جو بلندیاں عطا فرماتا ہے وہاں وہ خود بھی اُن بلندیوں پر ہے جن کا احاطہ انسانی عقل نہیں کر سکتی۔ وہ باوجود قریب ہونے کے دُور ہے اور باوجود ہر جگہ موجود ہونے کے بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے رَفِيْــعُ الدَّرَجَات کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ کا قدر و مرتبت اور ہر لحاظ سے بہت بلند شان ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے درجات کی بلندی سب صفات کا وہ اعلیٰ ترین مقام ہے جن کا نہ صرف یہ کہ انسانی سوچ احاطہ نہیں کر سکتی بلکہ اس سے اَور بلند مقام کوئی ہو ہی نہیں سکتا اور اس وجہ سے وہ ربّ العرش بھی ہے۔ ایک انتہائی بلند مقام پر بیٹھا ہوا ہے لیکن صرف عرش پر بیٹھ کر معاملات حل نہیں کر رہا۔ بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہر جگہ موجود بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”عرش الٰہی ایک وراء الوراء مخلوق ہے۔(یعنی بہت دُور اور بلندی پہ چیز ہے جہاں تک نظر نہیں پہنچ سکتی)۔ جو زمین سے اور آسمان سے بلکہ تمام جہات سے برابر ہے۔ یہ نہیں کہ نعوذ باللہ عرش الٰہی آسمان سے قریب اور زمین سے دور ہے“۔ فرمایا: ”لعنتی ہے وہ شخص جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے“ (کہ ایسا عرش ہے جو آسمان سے بھی قریب ہے اور زمین سے بھی قریب ہے)۔فرمایا کہ ”عرش مقام تنزیہ ہے“۔ (یعنی ہر ایک سے پاک چیز ہے) اور اسی لئے خدا ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔جیسا کہ فرماتا ہے هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحدید:5) (کہ تم جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے) اور (پھر فرماتا ہے) مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ (المجادلہ:8) (کوئی تین آدمی علیحدہ مشورہ کرنے والے نہیں ہوتے جبکہ ان میں وہ چوتھا ہوتا ہے)۔اور (پھر) فرماتا ہے کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (سورۃ ق: 17) (اور ہم اس سے یعنی انسان سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں)۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 491)

پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ظاہر ہے جس کا بیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس اقتباس میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ باوجود دُور ہونے کے ہر وقت انسان کے ساتھ ہے۔ باوجود عرش پر بیٹھنے

کے انتہائی قریب ہے۔کوئی جگہ نہیں جہاں خدا موجود نہ ہو۔ بلکہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو انسان کے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔اور جو اس کے مقرب ہیں ان میں اس کی صفات زیادہ روشن نظر آتی ہیں اور ان میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ وہ ان کو اپنی قربت کا احساس دلاتا رہتا ہے۔اپنی قربت کا پتہ دیتا رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں سے بھی بچاتا ہے اور ان کے درجات بھی بلند فرماتا ہے۔لیکن اس کے باوجود جیسا کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش بہت بلند ہے جس تک کسی انسان کی پہنچ نہیں۔

اس مضمون کو ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

''اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (الرعد:3)۔تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔اس آیت کے ظاہری معنی کے رو سے اس جگہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلے خدا کا عرش پر قرار نہ تھا؟اس کا یہی جواب ہے کہ عرش کوئی جسمانی چیز نہیں ہے بلکہ وراء الوراء ہونے کی ایک حالت ہے جو اُس کی صفت ہے۔پس جبکہ خدا نے زمین و آسمان اور ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور ظلّی طور پر اپنے نور سے سورج چاند اور ستاروں کو نور بخشا اور انسان کو بھی استعارہ کے طور پر اپنی شکل پر پیدا کیا اور اپنے اخلاق کریمہ اس میں پھونک دیئے۔تو اس طور سے خدا نے اپنے لئے ایک تشبیہ قائم کی۔مگر چونکہ وہ ہر ایک تشبیہ سے پاک ہے اس لئے عرش پر قرار پکڑنے سے اپنے تنزہ کا ذکر کر دیا''۔(یعنی کہ بہت بلندی اور ہر عیب سے پاک ہونے کا ذکر کر دیا۔فرمایا)'' خلاصہ یہ کہ وہ سب کچھ پیدا کر کے پھر مخلوق کا عین نہیں ہے بلکہ سب سے الگ اور وراء الوراء مقام پر ہے''۔

(چشمۂ معرفت ۔روحانی خزائن جلد 23صفحہ277)

وہ مخلوق کی طرح نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ اس نے صفات بھی دی ہیں، انسان کو پیدا بھی کیا۔اپنی صفات سے بہت رنگین کیا بلکہ حکم دیا کہ اللہ کی صفات کا رنگ اختیار کرو۔لیکن اس کے باوجود وہ بہت بلند مقام پر ہے۔بلند شان والا ہے۔

پس یہ ہے ہمارا خدا جو تمام صفات کا حامل ہے۔رفیع الدرجات ہے۔عرش کا مالک ہے اور اس کے اس مقام کے باوجود شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔فرماتا ہے مَیں شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں اور باوجود شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کے انسان کی نظر اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ وہ خود اپنے مقربین کو اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔جیسا وہ فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (انعام:104) یعنی نظریں اس تک نہیں پہنچ

سکتیں اور وہ انسان کی نظر تک پہنچتا ہے۔ انسان نہ ہی اپنے علم کے زور سے اور نہ ہی اپنے رتبے اور مقام کی وجہ اس کو دیکھ سکتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ خود اپنا اظہار فرماتا ہے۔ پس خدا وہ ہے جو پردہ غیب میں ہے اور کبھی بھی کسی رنگ میں بھی اس کے مادی وجود کا تصور قائم نہیں ہو سکتا۔ جبکہ عیسائیوں نے اپنے غلط عقیدے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی تھے خدائی کا مقام دے دیا۔ خدا تعالیٰ کا مقام تو بہت بلند اور ہر عیب سے پاک ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وہ اور ان کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ جہاں اس بات سے ان دونوں کے فوت ہونے کا پتہ چلتا ہے، وفات کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس کو اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے کھانے کی حاجت ہو، وہ خدا کس طرح ہو سکتا ہے۔ دوسروں کی حاجات کس طرح پوری کر سکتا ہے اور اس طرح بے شمار باتیں ہیں اور دلیلیں ہیں جو ان کو ایک انسان ثابت کرتی ہیں۔ احمدیوں کے علاوہ یعنی احمدیوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد لاعلمی کی وجہ سے یا اپنے علماء کے پیچھے چل کر جن کو قرآن کریم کا صحیح فہم و ادراک نہیں قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں جو الفاظ آئے ہیں رَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران:56) یا رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ (النساء:159) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف ان کا رفع کر لیا۔ اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے یا خدا تعالیٰ نے انہیں اسی جسم کے ساتھ اُٹھا لیا اور وہ کسی وقت پھر دنیا کی اصلاح کے لئے اتریں گے۔ پہلے چودھویں صدی میں آنا تھا۔ اب وہ گزر گئی تو قیامت کے قریب آنے کا کہا جاتا ہے یا اور بہت ساری کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ بہر حال مسلمان نہیں جانتے کہ غیر ارادی طور پر اس غلط استنباط سے وہ عیسائیوں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس بات کو لے کر جو عیسائی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فوقیت ثابت کرتے ہیں۔ گو کہ اب بعض علماء اور بعض مسلمان ملکوں میں جو پڑھا لکھا طبقہ ہے اس غلط مطلب کی اصلاح کرتے ہوئے یہ مانتے ہیں کہ ان آیات میں جو نئے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔

گزشتہ دنوں ایران کے صدر صاحب نے بھی ایک بیان دیا تھا۔ جس میں انہوں نے عیسائیوں کو مخاطب کر کے جو بیان دیا تھا اس سے یہی لگتا تھا کہ ان کے ذہن میں یہی ہے یا کم از کم وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے ہیں۔ اس بیان میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی برائی نہیں بیان کی تھی بلکہ ان کی تعلیم کے حوالے سے عیسائیوں کو نصیحت کی تھی۔ قطع نظر اس کے کہ یہ صدر صاحب خود کس حد تک

راہ ہدایت پر قائم ہیں، مَیں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوت ہونے کا تصور ہے جو ان کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

اسی طرح تُرکی میں ہمارے مبلغ جلال شمس صاحب ہیں، جو یہیں رہتے ہیں انہوں نے بتایا کہ تُرکی میں قرآن کریم کے جو نئے تراجم شائع ہو رہے ہیں ان میں سے قرآن کریم کے کئی تراجم میں انہوں نے ان آیات کا ترجمہ اب حضرت عیسیٰ کی وفات بیان کیا ہے۔ لیکن ابھی بھی اُمّت مسلمہ میں رَفِعُکَ اِلَیَّ کو جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں مغربی ممالک سے مجھے کسی نے لکھا تھا کہ ایک زیرِ تبلیغ دوست ہیں وہ کہتے ہیں باقی تو سب کچھ ٹھیک ہے لیکن رَفع کے مسئلے پر ابھی تسلی نہیں ہوئی۔ تم لوگ جو یہ دلیلیں دیتے ہو مجھے سمجھ نہیں آتیں۔ برصغیر اور اکثر مسلمان ممالک جو ہیں ان کا ایک بہت بڑا طبقہ جس کو مذہب سے دلچسپی ہے بشمول بعض عرب ممالک کے وہ مسلمان جو عربی بھی جانتے ہیں، عربی کے الفاظ کا فہم بھی زیادہ ہے ان میں سے بہت سی اکثریت یہی کہتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا پاکستان سے ہمارے ایک غیر از جماعت دوست یہاں آئے تھے۔ (مختلف غیر از جماعت دوست جن کے کچھ تعلقات ہیں، یا کسی ذریعہ سے رابطہ ہوتا ہے اکثر ملنے آتے رہتے ہیں۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ قرآن کریم سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ جب مَیں نے ان کو آیات کا حوالہ دیا تو پھر بہرحال وقت بھی تھوڑا تھا وہ یہ کہہ کر اٹھ کر چلے گئے کہ انشاء اللہ پھر آؤں گا تو بات کریں گے۔ لیکن کئی ماہ گزر چکے ہیں وہ ابھی تک تو نہیں آئے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لوگوں میں، مسلمانوں میں علماء نے یا غلط مفسرین نے اتنا زیادہ گھوٹ کر یہ پلا دیا ہے اور دلوں میں ڈال دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بعد زیادہ شدت سے ذہنوں میں ڈالا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر زندہ ہیں اور انہی کی بعثت ثانی ان کے اپنے وجود میں ہونی ہے۔ لیکن جو سعید فطرت ہیں وہ کسی مذہب کے بھی ہوں اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی فرماتا ہے۔

چند دن ہوئے ایک انگریز عیسائی دوست جو پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں یا کر لی ہے، سائنس کے مضمون کے سٹوڈنٹ ہیں، وہ ملنے آئے تھے۔ احمدیت سے بہت قریب ہیں۔ ان کو احمدیت میں دلچسپی ہے۔ انہوں نے یہ بتایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے اور کفارہ والے جو نظریات ہیں ان کو نہیں مانتے اور اسی وجہ سے وہ

اسلام کے قریب ہوئے ہیں۔تو وہ عیسائی جو نیک فطرت ہیں اپنے نظریہ کو غلط کرتے ہوئے اسلام کے قریب ہو رہے ہیں اور جن لوگوں کو اسلام کا دفاع کرنا چاہئے وہ مخالفین کے دلائل کو مضبوط کررہے ہیں۔اسی طرح بے شمار عیسائی جو اسلام میں احمدیت کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک انسان اور ایک نبی مانتے ہیں جو اپنے وقت میں آیا اور اپنی زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوا۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا مسلمان اپنے اس عقیدہ کی بنیاد قرآن کریم کی آیات پر رکھتے ہیں۔ یہ دو آیات مَیں پیش کرتا ہوں۔لیکن اس کے بعد پھر ان کی جو تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے اس میں سے کچھ تھوڑا سا حصہ بیان کروں گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ۔ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ(آل عمران :56)اس کا ترجمہ ہے کہ جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ یقیناً مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں اور تجھے ان لوگوں سے نتھار کر الگ کرنے والا ہوں جو کافر ہوئے اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالادست کرنے والا ہوں۔(فوقیت دینے والا ہوں)۔پھر میری طرف تمہارا لوٹ کرآنا ہے۔اس کے بعد مَیں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ یہ آل عمران کی آیت ہے۔

پھر دوسری جگہ فرمایا وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ ۔ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا(النسآء:158-159) اور ان کے قول کے سبب سے کہ یقیناً مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کردیا ہے اور یقیناً اسے قتل نہیں کرسکے اور نہ اسے صلیب دے کر مار سکے بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کردیا گیا اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کرنے کے اور وہ یقینی طور پر اسے قتل نہ کرسکے بلکہ اللہ نے اپنی طرف اس کا رفع کرلیا اور یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

’’اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ترتیب وار اپنے تئیں فاعل ٹھہرا کر چار فعل اپنے یکے بعد دیگرے بیان کئے ہیں‘‘۔(یعنی خدا تعالیٰ نے یہ کام کرنے والا ٹھہرایا ہے اور وہ کام کیا کئے ہیں۔ وہ کون سے فعل تھے؟) ’’ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ! مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں‘‘۔(پہلی بات یہ کہ مَیں وفات دینے والا ہوں۔ دوسری بات) ’’اپنی طرف اٹھانے والا ہوں‘‘۔(تیسرے) ’’اور کفار کے الزاموں سے پاک کرنے والا ہوں۔ اور‘‘(چوتھی بات) ’’تیرے متبعین کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دینے والا ہوں‘‘۔(یہ بھی بعد میں کسی وقت وضاحت کروں گا۔ بعضوں کے ذہنوں میں اس کا بھی سوال اٹھتا ہے)۔ فرماتے ہیں کہ:

’’اور ظاہر ہے کہ یہ ہر چہار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کئے گئے ہیں‘‘۔(ان کی جو ایک ترتیب ہونی چاہئے تھی اسی طرح بیان ہوئے ہیں)۔’’ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف بلایا جاوے اور اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ کی خبر اس کو پہنچ جائے، پہلے اس کا وفات پانا ضروری ہے۔ پھر بموجب آیت کریمہ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ اور حدیث صحیح کے اس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔ اور وفات کے بعد مومن کی روح کا خدا یتعالیٰ کی طرف رفع لازمی ہے‘‘۔(خدا تعالیٰ کی طرف رفع لازمی ہے) ’’جس پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ناطق ہیں‘‘۔ ان کی بہت ساری تصدیق کرتی ہیں۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 606)

مَیں پہلے یہ بیان کر دوں کہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی ایک اور آیت اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ کی مثال فرمائی یہ پوری آیت اس طرح سے ہے کہ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً (الفجر:29) اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس سے راضی رہتے ہوئے اپنے ربّ کی طرف لوٹ آ۔ اس سے راضی رہتے ہوئے اور اس کی رضا پاتے ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسری جگہ اس کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ ’’خدائے تعالیٰ نے مسیح کو موت دے کر پھر اپنی طرف اٹھالیا۔ جیسا کہ یہ عام محاورہ ہے کہ نیک بندوں کی نسبت جب وہ مر جاتے ہیں یہی کہا کرتے ہیں کہ فلاں بزرگ کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ جیسا کہ آیت اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ تو ہر جگہ موجود اور حاضر ناظر ہے اور جسم اور جسمانی نہیں اور کوئی جہت نہیں رکھتا پھر کیونکر کہا جائے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ضرور اس کا جسم آسمان میں پہنچ گیا ہوگا۔ یہ بات کس قدر صداقت سے بعید ہے؟ راست باز لوگ روح اور روحانیت کی رو سے خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ ان کا گوشت اور پوست اور ان کی ہڈیاں خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہیں‘‘۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ 246-247)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو علم کلام ہمیں دیا ہے اسے مختلف ذریعوں سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔قرآن کریم کی آیات کی جو تفسیر فرمائی ہے وہ ایسی ہے کہ جب تک پاک دل ہو کر اس کو سمجھا نہ جائے غیروں کو سمجھ آ ہی نہیں سکتی۔بہرحال جس نے سمجھنا نہ ہو اور جس کو اللہ تعالیٰ بصیرت نہ عطا فرمائے اس کو وہ بہرحال سمجھ نہیں آئے گی۔جیسا کہ اس نے لکھا ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔اسی اقتباس کو جو پڑھ رہا تھا جاری رکھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر فرماتے ہیں کہ ’’ پھر بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا جو مَیں تجھے کفار کے الزاموں سے پاک کرنے والا ہوں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہود چاہتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ کو مصلوب کر کے اُس الزام کے نیچے داخل کریں جو توریت باب استثناء میں لکھا ہے جو مصلوب لعنتی اور خدا تعالیٰ کی رحمت سے بے نصیب ہے جو عزت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا نہیں جاتا۔سو خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اس آیت میں بشارت دی کہ تو اپنی موت طبعی سے فوت ہوگا اور پھر عزت کے ساتھ میری طرف اٹھایا جائے گا اور جو تیرے مصلوب کرنے کے لئے‘‘۔(تجھے صلیب دینے کے لئے) ’’ تیرے دشمن کوشش کر رہے ہیں ان کوششوں میں وہ ناکام رہیں گے۔اور جن الزاموں کے قائم کرنے کے لئے وہ فکر میں ہیں ان تمام الزاموں سے مَیں تجھے پاک اور منزّہ رکھوں گا۔یعنی مصلوبیت اور اس کے بدنتائج سے‘‘ (صلیب دینے کا یہودیوں کا جو نظریہ تھا اس کے بدنتائج سے) ’’جو لعنتی ہونا اور نبوت سے محروم ہونا اور رفع سے بے نصیب ہونا ہے‘‘ (یعنی اپنے درجات بلند ہونا اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے) ’’اور اس جگہ تَوَفّی کے لفظ میں بھی مصلوبیت سے بچانے کے لئے ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ توفّی کے معنے پر غالب یہی بات ہے کہ موت طبعی سے وفات دی جائے۔یعنی ایسی موت سے جو محض بیماری کی وجہ سے ہو نہ کسی ضرب سقطہ سے۔اسی وجہ سے مفسرین صاحب کشاف وغیرہ اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ کی یہ تفسیر لکھتے ہیں کہ اِنِّی مُمِیْتُکَ حَتْفَ اَنْفِکَ۔(کسی چوٹ سے یا گرنے سے یا کسی وجہ سے جو وفات ہو۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ وفات اس کے لئے تَوَفِّی کا لفظ نہیں آتا۔بلکہ جو وفات طبعی موت سے وفات دی ہو وہی موت ہے جہاں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔فرمایا) ’’ہاں یہ اشارہ آیت کے تیسرے فقرہ میں کہ مُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ہے اور بھی زیادہ ہے۔غرض فقرہ مُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جیسا کہ تیسرے مرتبہ پر بیان کیا گیا ہے ایسا ہی ترتیب طبعی کے لحاظ سے بھی تیسری

مرتبہ پر ہے‘‘۔(یعنی مَیں تجھے پاک کروں گا۔بچاؤں گا ان لوگوں سے)۔’’کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰؑ کا موت طبعی کے بعد نبیوں اور مقدسوں کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہو گیا۔تو بلاشبہ وہ کفار کے منصوبوں اور الزاموں سے بچائے گئے اور چوتھا فقرہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ جیسا کہ ترتیباً چوتھی جگہ قرآن کریم میں واقعہ ہے ایسا ہی طبعاً بھی چوتھی جگہ ہے۔کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے متبعین کا غلبہ ان سب امور کے بعد ہوا ہے۔سو یہ چار فقرے آیت موصوفہ بالا میں ترتیب طبعی سے واقعہ ہیں‘‘۔(یہ قدرتی ترتیب ہے)’’اور یہی قرآن کریم کی شان بلاغت سے مناسب حال ہے۔کیونکہ امور قابل بیان کا ترتیب طبعی سے بیان کرنا کمال بلاغت میں داخل اور عین حکمت ہے‘‘۔(قرآن کریم کی یہی شان ہے اور یہی اس کی بلاغت ہے اور یہی اس کا حکیم ہونا ہے یہ حکمت کی باتیں کرنا ہے کہ اس میں ترتیب پائی جاتی ہے ہر چیز میں)۔’’اسی وجہ سے ترتیب طبعی کا التزام تمام قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔سورۃ فاتحہ میں ہی دیکھو کہ کیونکر پہلے ربّ العَالَمِیْن کا ذکر کیا پھر رَحْمٰن، پھر رَحِیْم پھر مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن اور کیونکر فیض کے سلسلہ کو ترتیب وار عام فیض سے لے کر اخصّ فیض تک پہنچایا‘‘۔(ایک عام فیض ہے جو ہر ایک کے لئے ہے اور ایک خاص فیض ہے جو خاص لوگوں کے لئے ہے)۔فرمایا’’ غرض موافق عام طریق کامل البلاغہ قرآن کریم کی آیت موصوفہ بالا میں ہر چہار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کئے گئے ہیں‘‘۔(قرآن کریم جو ہے جو ایسی کامل کتاب ہے،فصاحت و بلاغت کا منبع ہے وہ اس کا جو عام طریق ہے اس کے مطابق ہی یہ ترتیب بھی بیان ہوئی ہے)۔فرمایا کہ’’ آیت موصوفہ بالا میں ہر چہار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کئے گئے ہیں لیکن حال کے متعصب مُلاّ جن کو یہودیوں کی طرز پر یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِہٖ ‘‘(یعنی الفاظ کو اپنی جگہ سے ادل بدل دیتے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)’’ کی عادت ہے اور جو مسیح ابن مریم کی حیات ثابت کرنے کے لئے بے طرح ہاتھ پیر مار رہے ہیں اور کلام الٰہی کی تحریف و تبدیل پر کمر باندھ لی ہے وہ نہایت تکلّف سے خدا تعالیٰ کی ان کی چار ترتیب وار فقروں میں سے دو فقروں کی ترتیب طبعی سے منکر ہو بیٹھے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ اگرچہ فقرہ مُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور فقرہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ بترتیب طبعی واقع ہیں۔لیکن فقرہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اور فقرہ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ترتیب طبعی پر واقع نہیں ہیں‘‘۔(پہلے دو فقرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور پھر فرمایا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ جو آخر میں فرمایا۔یہ فقرے تو کہتے ہیں ترتیب کے لحاظ سے ٹھیک ہیں۔لیکن مُتَوَفِّیْکَ اور رَافِعُکَ اِلَیَّ یہ ترتیب صحیح نہیں ہے)۔’’بلکہ دراصل فقرہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ موخر اور فقرہ رَافِعُکَ اِلَیَّ مقدم ہے‘‘۔(یعنی ان کے خیال میں مُتَوَفِّیْکَ بعد میں آنا چاہئے

تھا اور رَافِعُک اِلَیَّ وہ پہلے ہونا چاہئے تھا اور ہے)۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’افسوس کہ ان لوگوں نے باوجود اس کے کہ کلام بلاغت نظام حضرت ذات احسنَ المتکلّمین جَلَّ شَانہ کو اپنی اصل وضع اور صورت اور ترتیب سے بدلا کر‘‘ (یعنی یہ جو کلام ہے بلا بلیغ کلام جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو سب کلام کرنے والوں سے زیادہ خوبصورت کلام کرتا ہے اور جو بڑی شان والا ہے۔ اس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ اس کو) ’’اپنی اصل وضع اور صورت اور ترتیب سے بدلا کر مسخ کر دیا‘‘۔ (ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو تو مسخ کر دیا) ’’اور چاروں فقروں میں سے دو فقروں کی ترتیب طبعی کو مسلّم رکھا اور دو فقروں کو دائرہ بلاغت اور فصاحت سے خارج سمجھ کر اپنی طرف سے ان کی اصلاح کی۔ یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کیا‘‘۔ (دو کے بارہ میں تو کہہ دیا کہ ان کی ترتیب بڑی ٹھیک ٹھاک ہے۔ اور جہاں اپنی دلیل چونکہ نہیں بنتی تھی اس لئے ان کی ترتیب بدل دی۔ جو پہلے تھا اس کو بعد میں کر دیا اور جو بعد میں تھا اس کو پہلے کر دیا)۔ ’’مگر باوجود اس قدر یہودیانہ تحریف کے پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ اگر فرض کیا جائے کہ فقرہ اِنِّی رَافِعُکَ اِلَیَّ فقرہ اِنِی مُتَوَفِّیْکَ پر مقدم سمجھنا چاہئے تو پھر بھی اس سے محرفین کا مطلب نہیں نکلتا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور وفات دینے والا ہوں اور یہ معنی سراسر غلط ہیں کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی آسمان پر ہی وفات ہو۔ وجہ یہ کہ جب رفع کے بعد وفات دینے کا ذکر ہے اور نزول کا درمیان کہیں ذکر نہیں اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آسمان پر ہی حضرت عیسیٰؑ وفات پائیں گے۔ ہاں اگر ایک تیسرا فقرہ اپنی طرف سے گھڑا جائے اور ان دونوں فقروں کے بیچ میں رکھا جائے اور یوں کہا جائے یَا عِیْسٰی اِنِّی رَافِعُکَ وَمُنَزِّلُکَ وَمُتَوَفِّیْکَ تو پھر معنی درست ہو جائیں گے۔ مگر ان تمام تحریفات کے بعد فقرات مذکورہ بالا خدا تعالیٰ کا کلام نہیں رہیں گے بلکہ بباعث دخل انسان‘‘ (جو انسان نے اس میں دخل دیا ہے اس کی وجہ سے) ’’اور صریح تغیر و تبدیل و تحریف کے اسی محرف کا کلام متصور ہوں گے جس نے بے حیائی اور شوخی کی راہ سے ایسی تحریف کی ہے۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ ایسی کارروائی سراسر الحاد اور صریح بے ایمانی میں داخل ہو گی‘‘۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن۔ جلد 3 صفحہ 606 تا 609)

پھر آپ ابن عباسؓ کی تفسیر کو سامنے رکھ کر دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’تفسیر معالم کے صفحہ 162 میں زیر تفسیر آیت یَا عِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ لکھا ہے کہ علی بن طلحہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اِنِّی مُمِیْتُکَ یعنی میں تجھ کو مارنے والا ہوں اس پر دوسرے اقوال

اللہ تعالیٰ کے دلالت کرتے ہیں''۔ (یعنی یہ جو بات ہے اس کی تشریح اللہ تعالیٰ کے جو اپنے قول ہیں، قرآن میں بیان ہوئے وہ ان پر دلیل ہیں) جیسا کہ فرمایا ''قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ'' (السجدہ12) (یعنی تو کہہ دے کہ موت کا جو فرشتہ تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہیں وفات دے گا اور پھر فرمایا) '' اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ طَیِّبِیْنَ '' (النحل:33) (یعنی وہ لوگ جن کو فرشتے اس حالت میں وفات دیتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں۔ اور پھر فرمایا) '' اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ ظَالِمِیْ اَنْفُسِھِمْ '' (النحل:29) (جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں)۔ ''غرض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہی تھا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں'' حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اور ناظرین پر واضح ہو گا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے'' (ان کی تفسیر قرآن کے بارہ میں)۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد3صفحہ224-225)

یہ صرف تین آیات نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اعلان کیا ہے کہ قرآن شریف میں اول سے آخر تک جس جس جگہ توفی کا لفظ آیا ہے ان تمام مقامات پر توَفّی کے معنی موت ہی لئے گئے ہیں۔

پھر ایک جگہ آپؑ بڑے زوردار الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن شریف سے ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اگر حضرت عیسیٰؑ حقیقت میں موت کے بعد پھر جسم کے ساتھ اٹھائے گئے تھے تو قرآن شریف میں عبارت یوں چاہئے تھی یَاعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ ثُمَّ مُحْیِیْکَ ثُمَّ رَافِعُکَ مَعَ جَسَدِکَ اِلَی السَّمَآءِ یعنی اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دوں گا، پھر زندہ کروں گا، پھر تجھے تیرے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھالوں گا۔ لیکن اب تو بجز مجرد رَافِعُکَ کے جو مُتَوَفِّیْکَ کے بعد ہے کوئی دوسرا لفظ رَافِعُکَ کا تمام قرآن شریف میں نظر نہیں آتا جو ثُمَّ مُحْیِیْکَ کے بعد ہو اگر کسی جگہ ہے تو وہ دکھلانا چاہئے''۔ فرمایا ''مَیں بدعویٰ کہتا ہوں کہ اس ثبوت کے بعد کہ حضرت عیسیٰ فی الحقیقت فوت ہو گئے تھے۔ یقینی طور پر یہی ماننا پڑے گا کہ جہاں جہاں رافِعُکَ یا بَلْ رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ ہے اس سے مراد ان کی روح کا اٹھایا جانا ہے جو ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے۔ ضروری کو چھوڑ کر غیر ضروری کا خیال دل میں لانا سراسر جہل ہے''۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ 235)

جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن کریم اول سے آخر تک اسی بات سے بھرا پڑا ہے۔ تئیس (23) آیات درج فرمائی ہیں جہاں توفی کا لفظ استعمال ہوا ہے اور وہاں وفات ہی

مراد لی گئی ہے۔

پھر ازالہ اوہام میں ہی ایک جگہ آپ نے 30 آیات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے ہیں۔(ملاحظہ ہو ۔ازالہ اوھام ۔ جلد 3صفحا ت423تا 438)

غرض کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وسیع لٹریچر چھوڑا ہے جس میں قرآن وحدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ثابت کی ہے۔ سو یہ مسلمانوں کے لئے دلیل کے ساتھ بڑے کھلے اور واضح ثبوت ہیں۔ اور عیسائیوں کے لئے ان کی کتاب سے حضرت عیسیٰؑ کا انسان ہونا ثابت کرکے اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ ہونے کی حیثیت سے ان کے رفع روحانی کو ثابت کیا ہے، نہ کہ خدا یا خدا کا بیٹا ہونا جس نے عیسائیت کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی عقل دے کہ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر ہونے اور کسی وقت نازل ہونے کا جو ان کا باطل اور جھوٹا نظریہ ہے اس سے توبہ کرکے مسیح محمدی جو عین اپنے وقت پہ مبعوث ہوا اس کی پیروی کریں اور آنحضرت ﷺ کی بات کو پورا کرتے ہوئے اس تک آپ کا سلام پہنچائیں اور اس کی وجہ سے پھر وہ اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں گے۔

احمدی بھی یاد رکھیں کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہی ہیں جو حق و باطل کے معرکے میں دلائل و براہین سے دشمن کا منہ بند کرنے والی ہیں۔

یہ چند ایک اقتباسات ہیں جو مَیں نے اس معاملے میں پڑھے ہیں۔ بے شمار اَور ہیں، اگر ان کو پڑھنا شروع کیا جائے تو کئی گھنٹے لگ جائیں گے۔ علاوہ اور مضامین کے اس میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور روحانی رفع کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال ہوتا ہے۔ یہاں جن کی اٹھان اٹھی ہوئی ہے۔ جو اس ماحول میں زیادہ رچ بس گئے ہیں کہ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بہت مشکل ہیں اس لئے اس کی بجائے اپنے طور پر اپنے لوگوں کے لئے جو یہاں پڑھے لکھے ہیں ان کے لئے لٹریچر بنانا چاہئے۔ بے شک اپنا لٹریچر پیدا کرنا چاہئے لیکن اس کی بنیاد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب واقوال پر ہی ہوگی اور آپ کے کلام پر ہی ہوگی۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ مشکل ہے اس لئے ان ملکوں کے جو لوگ ہیں یا جو بچے ہیں یا جو نوجوان ہیں وہ براہ راست یہ لٹریچر یا کتب پڑھ نہیں سکتے۔ یہ کتب صرف پاکستان یا ہندوستان کے لئے لکھی گئی تھیں۔ یہ غلط سوچ ہے۔ نوجوانوں اور بچوں کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب

دی جانی چاہئے اور یہ بڑوں کا کام ہے کہ دیں۔ اوراسی طرح ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظاموں کا بھی کام ہے کہ اس طرف توجہ دلائیں۔ یہ بات غلط ہے کہ کیونکہ یہ مشکل ہے اس لئے ہم نہ پڑھیں۔ آہستہ آہستہ پھر بالکل دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں جو عظمت وشوکت ہے وہ ان کا خلاصہ بیان کر کے یا اس میں سے اخذ کر کے نہیں پیدا کی جاسکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو کتب ہیں ان کے اقتباسات مختلف عناوین کے تحت انگلش میں بھی Essence of Islam کے نام سے پانچ والیومز (Volumes) میں ٹرانسلیشن ہو گئے ہیں اور مزید بھی ہو رہے ہیں۔ ان کو انگریزی دان طبقے کو پڑھنا چاہئے۔ گو کہ اصل الفاظ میں اور ترجمہ میں بھی بڑا فرق ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی ترجمہ اصل الفاظ کے قریب ترین رہتا ہے اور جن کتب کے مکمل ترجمے ہو چکے ہیں وہ کتب بھی ہر احمدی گھر میں ہونی چاہئیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ جلد ہی براہین احمدیہ کا بھی ترجمہ ہو کے آجائے گا۔ تو جو لوگ انگریزی میں پڑھنے والے ہیں وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو خریدیں اور پڑھیں اور ان سے دلیلیں لیں اور اپنے مخالفین کو دلائل سے قائل کریں اور جتنے اُردو پڑھنے والے ہیں ان کو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مکمل سیٹ رکھنا چاہئے۔ اب نئی کتب چھپ رہی ہیں جو کمپیوٹر پہ نئی کمپوز ہو رہی ہیں۔ انشاء اللہ جلسہ تک کچھ جلدیں آ بھی جائیں گی تو احمدیوں کو جن کے گھروں میں کتب نہیں ہیں ان کو بھی خریدنا چاہئے۔ مَیں نے گزشتہ ایک خطبہ میں بیان کیا تھا کہ ایک خاتون نے مجھے لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھ کر یا بعض صفات پر آپ کی بیان کردہ جو تفسیریں تھیں ان پر غور کر کے اب مجھے قرآن کریم کی سمجھ آنی شروع ہوئی ہے۔ تو قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔